پسماندہ طبقات کی بحالی بذریعہ "وقف"

The Restoration of the Downtrodden Strata By Means of Endowment/charity

کنیز فاطمہ*

ڈاکٹر آسیہ شبیر**

Abstract:

"Waqf" is defined as non-negotiable asset dedicated to charitable cause. Institution of Waqf has played a significant role in the uplift of the poor segment of the society. The poor were the most prominent beneficiaries of it in early era of Islam. They were even provided means of income for long term empowerment and enrichment through Waqf based assets. Now there is a dire need to revive this institution in Pakistan because poor masses of Pakistan need sustainable economic resources which can be enhanced through establishing Waqf based microfinance institutions like Qard Hassan Bank, Awqaf properties investment funds, cash Waqf insurance etc. In this way productive capacity of poor can be increased. This will make them self-sufficient.

Keywords: Waqf, uplift, poor segment, Waqf based micro finance institutions.

انفاق فی سبیل اللہ کا ایک پہلو "وقف" ہے ۔فقہاء کے ہاں وقف کے اصطلاحی مفہوم میں وسعت پائی جاتی ہے۔امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ؛عبارۃ عن حبس المملوک عن التملیک من الغیر(۱) امام ابو حنیفہؒ کے مطابق؛ وقف کسی چیز کو وقف کرنے والے کی ملکیت میں روک دینا اور اس کے فوائد کو صدقہ کر دینا ہے۔(۲) امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک کسی چیز کو اللہ کی ملکیت کے حکم پر اسطرح روک دینا کہ اس کے منافع عوام الناس کی طرف لوٹائے جائیں۔وقف کردہ چیز "واقف" کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت میں آجاتی ہے۔اس کا سابقہ مالک اسے ھبہ یا فروخت نہیں کر سکتا۔(۳)،حدیث نبویؐ ہے" وقف کردہ زمین نہ بیچی جائے گی،نہ وراثت میں منتقل ہو گی نہ ھبہ کی جائے گی۔"(۴) گویا اصل چیز کو محفوظ رکھنا اور اس کے منافع کو تقسیم کرنا وقف ہے۔وقف کے مفہوم میں مزید وسعت پیدا ہوئی تو درج ذیل اشیاء اس کے دائرے میں شمار ہونے لگیں:

1۔مفتوحہ اراضی خواہ بذریعہ جنگ حاصل ہوئی ہو یا محض غلبے سے بغیر جنگ کے یا صلح کے۔ایسی تمام

---

*پی ایچ ڈی سکالر، L.C.W.U

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، L.C.W.U

اراضی ریاست کی ملکیت ہوتی ہے اور وقف عام بھی۔(۵)

2۔ کسی ایک یا زیادہ افراد کی طرف سے اللہ کی راہ میں رفاہ عامہ یا غرباء کی کفالت کے لئے کوئی چیز وقف کر دنیا مثلاً مساجد، مدارس، ہسپتال، یتیم خانے، غرباء کے لئے دیگر رفاہی ادارے قائم کرنا یا ان کے قیام کے لئے اپنی ذاتی جگہ، عمارت، سامان وغیرہ وقف کر دینا۔(۶) بعض علماء نے وقف کے لئے صدقہ جاریہ کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے؛

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (۷)

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مفسرین کا کہنا ہے کہ وقف باقیات صالحات کے مصداق ہے۔اسی طرح درج ذیل آیت میں بھی خیر اور قرضۂ حسنہ سے مراد وقف ہی لیا گیا ہے؛

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَوَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْ ضًا حَسَنًا وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَا للّٰهِ هُوَ خَيْرً وَّاَعْظَمَ اَجْرًا (۸)

حدیثِ نبویؐ ہے؛اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الامن ثلاثۃ: الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو.... جب انسان مرتا ہے تو اُس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے ۱۔صدقہ جاریہ ۲۔ایسا علم جو لوگوں کے لیئے مفید ہو ۳۔نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔(۹)

وقف کی اقسام

1۔وقف علی اللہ

یعنی موقوفہ چیز دین اسلام کی سربلندی، عبادت الٰہی یا اجتماعی امور کے لئے مستعمل ہو جیسے مساجد، عید گاہیں، جنازہ گاہیں، کفن دفن کا سامان، دینی مدارس، شفا خانے، جائیداد، اراضی، ذخائر آب، قبرستان، قرآن مجید کے نسخے وغیرہ۔اسے وقف خیری بھی کہا جاتا ہے۔ وقف کنندہ اسے اللہ کے لئے وقف یا صدقہ کرتا ہے۔(۱۰)

2۔اوقاف بیت المال

اوقاف بیت المال درج ذیل ہیں:

i ۔ مسلمانوں کی مفتوحہ اراضی مثلاً ارض فدک و تیما وغیرہ۔ آپؐ کے زیرِ انتظام تھی مگر اُن کے منافع و آمدنی فقراء و غرباء پر تقسیم کیے جاتے۔(۱۱) اسی طرح عراق کی اراضی کو ریاست کی ملکیت میں رکھتے

ہوئے اس کے منافع مسلمانوں پر صرف کیے گئے۔(۱۲) بقول ڈاکٹر محمود الحسن؛ عہد فاروقی کے اس فیصلے پر بعد میں بھی عمل جاری رہتا تو آج اسلامی دنیا کے معاشی وسیاسی حالات مختلف ہوتے۔(۱۳)

ii. معاہدوں کی رو سے حاصل شدہ اراضی

معاہد قوم کی اراضی اصل مالکوں کے قبضے میں رکھتے ہوئے انہیں فروخت کرنے اور رھن رکھنے سے منع کیا گیا بلکہ اسے اجتماعی ملکیت قرار دیتے ہوئے اس پر خراج کی آمدنی بطور وقف قرار دی گئی۔(۱۴)

3۔وقف علی الاولاد والاقرباء

واقف اپنی اولاد یا اپنے خاندان کے لئے بھی اشیا وقف کر سکتا ہے۔ مثلاً حضرت ابو طلحہؓ نے اپنا باغ غریب اقرباء کے لیے وقف کیا۔(۱۵) حضرت فاطمہؓ و علیؓ نے اپنے اوقاف خاندان بنو ہاشم کے لئے مخصوص فرمائے۔(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کی وقف کردہ اراضی خیبر میں خاندان فاروقی کے مستحق افراد کو حصہ دار قرار دیا۔(۱۷)

4۔دیگر اقسام: اقرباء، مساکین، ہمسائے، غلام، غرباء اور عوام کے لیے بھی وقف قائم کرنا۔

دورِ رسالتؐ وخلافتِ راشدہ میں وقف کی مثالیں

وقف انبیاء کرامؑ کی سنت ہے، آپؐ نے فرمایا؛ لا نورث, ما ترکنا صدقۃ (۱۸) نبی کریمؐ میسر وسائل کا بیشتر حصہ غرباء پر خرچ فرماتے۔ بقول ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی؛ نقد رقوم کے علاوہ مال واملاک بھی وقف کے ذریعہ ریاست کے حوالے کیے جاتے تاکہ غریب عوام کی کفالت کے لئے وہ استعمال کرے۔(۱۹) ہجرتِ مدینہ کے وقت مہاجرین کی آبادکاری کے لئے انصار مدینہ نے تمام قابل تعمیر اراضی نبیؐ کریم کو پیش کر دی جہاں آپؐ نے مہاجرین کے گھر بنا کر انھیں آباد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔(۲۰) آپؐ نے فدک اور تیما کے باغات واراضی کو ضرورت مندوں کے لیے وقف کر دیا۔ نیز مخریق یہودی کے سات باغات بھی آپؐ کے لیے وقف تھے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اگر وہ غزوہ احد میں زندہ نہ رہا تو اس کے باغات حضرت محمد ﷺ کی ملکیت میں دیے جائیں۔ وادی قریٰ اور خیبر کے باغات واراضی بھی آپؐ نے وقف کر دیے تھے جن کی پیداوار غرباء وضرورت مندوں اور مسافروں کی فلاح پر خرچ کی جاتی۔

نبی اکرم ﷺ خمس کے دو حصے ضرورت مند مسلمانوں اور صرف ایک حصہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے۔ اس کا جو حصہ بچ جاتا وہ بھی غرباء پر خرچ ہوتا۔(۲۱) ڈاکٹر نور محمد غفاری حضورؐ کے چند متروکات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛ زمین تو حضورؐ نے زندگی میں وقف کر دی تھی، سواری اور اسلحہ بعد میں وقف سمجھے گئے۔ نبی رحمتؐ نے اپنے تمام متروکات امت کے لیے وقف کر کے امراء کو ایک یہ سبق دیا کہ وہ بھی محروم المعیشت طبقات کے لیے اپنی دولت کا کچھ حصہ وقف کر دیں۔(۲۲) دورِ نبویؐ میں وقف کی مزید مثالیں موجود ہیں مثلاً مدینہ میں ابو طلحہ انصاریؓ کا ایک باغ مسجد نبویؐ کے بالکل سامنے تھا۔ آپؐ اکثر وہاں تشریف لے جاتے۔ جب حکم الٰہی آیا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔(۲۳) تو ابو طلحہ نے عرض کی کہ میں اپنا محبوب ترین یہ باغ راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔ آپؐ نے اسے نفع بخش سودا قرار دیتے ہوئے ابو طلحہ کو رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے تقسیم کر دیا۔(۲۴) خیبر فتح ہونے کے بعد اس کی کچھ زمینیں صحابہ کرامؓ میں تقسیم کی گئیں تا کہ ان کی تنگدستی دور ہو۔ حضرت عمرؓ کو بھی زمین ملی تو آپؐ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے، عرض کی؛ مجھے دی گئی خیبر کی عمدہ ترین زمین کے بارے میں آپؐ کا کیا حکم ہے؟ تو پیارے نبیؐ نے فرمایا؛ تم چاہو تو اسے اپنی ملکیت میں رکھو مگر دوسروں کو اس کے فوائد صدقہ کر دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے وہ زمین وقف کر دی جس کو فروخت و ھبہ نہیں کیا جا سکتا تھا نہ وہ وراثت میں منتقل ہو سکتی تھی بلکہ اُس کی حیثیت غرباء، اقرباء، غلاموں، مسافروں کے لئے صدقہ کی سی تھی۔ اس کھیت کے ثمرات غرباء و اقرباء میں تقسیم کر دیے جاتے۔ غلاموں کو آزاد کیا جاتا۔(۲۵) رسولؐ اللہ نے مدینہ میں میٹھے پانی کی قلت دیکھی، وہاں ایک یہودی کا کنواں تھا جس کا پانی وہ بیچا کرتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا؛ جو بئرِ روما خرید کر وقف کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ حضرت عثمانؓ نے بئرِ روما یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے میٹھے پانی کا انتظام کر دیا۔(۲۶) اس کے علاوہ بھی آپؓ نے متعدد کنویں وقف کئے۔ حضرت علیؓ نے ینبوع کی باغ اور چشموں پر مبنی زرعی زمین، مصر کی زمین اور مکان کو عام لوگوں کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔(۲۷) حضرت فاطمہؓ نے آل بنی ہاشم کے لئے وقف قائم کیا تھا۔(۲۸) بقول حبیب احمد حضرات عمرؓ و عثمانؓ کے اوقاف کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ محض مذہبی مقاصد کے لیے نہ تھے بلکہ سماجی مقاصد کے لیے اوقاف تھے۔ حضرت عمرؓ کی وقف کردہ زمین سے

غرباء، ضرورتمندوں اور یتیموں کی مدد کی جاتی نیز ان اوقاف سے پسماندہ طبقات کو طویل المدت ذرائع معاش بھی فراہم کرنے کا بندوبست کیا جاتا۔

The poor, the needy and orphans were most prominent beneficiaries for it. Islamic Awqaf went beyond the need fulfillment of the poor and deprived to providing means for the long term empowerment and enrichment of the poor. This was done by equipping them with tools of earning income and increasing the productive capacity by providing education and health care. Economic burden on low income segment was lessened. (29)

خلافت راشدہؓ کے دور میں وسیع البنیاد اوقاف کا قیام عمل میں آیا۔ اوقاف دو طرح کے تھے: انفرادی طور پر لوگوں نے باغات، زرعی اراضی، کنویں، مکانات وقف کیے۔ بقول امام شافعیؒ؛ مکہ و مدینہ میں مہاجر و انصار صحابہ کرام نے لاتعداد اوقاف قائم فرمائے جن کے وہ خود متولی تھے جو بعد میں ان کی اولاد نے چلائے اور یہ اس قدر مشہور اوقاف ہیں کہ ان کی سند کا ذکر کرنا محض تکلف ہے۔(۳۰) حضرت علیؓ نے فرمایا لوگو میں اللہ کو اور تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے پانی کا یہ چشمہ اور زمین فقراء و مساکین پر وقف کر دی ہے جو راہِ خدا میں تمام مسافروں کے لئے امن و صلح دونوں حالتوں میں وقف ہے۔ اس دن کے لئے جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے کچھ سیاہ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے جہنم سے بچائے اور جہنم دُور ہٹا دے۔(۳۱) حضرت عمرؓ نے ۴ ہزار مساجد تعمیر کروائیں جن میں امام و مؤذن کی سرکاری تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ دورِ رسالت کی طرح دورِ خلافت میں بھی خیبر و فدک کی آمدنی میں سے رقم غرباء مساکین پر خرچ کی جاتی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اسے سنت رسولؐ کی طرح استعمال فرمایا جس کا ذکر بخاری شریف کی روایات میں ملتا ہے۔(۳۲) حضرت عمرؓ کے دور میں عراق، مصر، شام، ایران وغیرہ کے علاقے جب فتح ہوئے تو وہاں کی تمام مفتوحہ اراضی کو وقف قرار دیا گیا۔ اُس کو اصل کاشتکار کے پاس رہنے دیا گیا اور خراج کی صورت میں حاصل ہونے والی آمدنی کفالت عامہ پر خرچ کی جاتی۔(۳۳) کاروبار کی خاطر نفع و نقصان کی شراکت کے تحت قرضے بھی دیئے جاتے۔ عہدِ فاروقیؓ میں زمینوں کی آبادکاری کے لئے متعدد نہریں کھدوائی گئیں جن سے بے روزگار لوگوں کو روزگار فراہم ہوا اور بے مثال زرعی

ترقی ہوئی جس سے غریب عوام کو خوشحالی نصیب ہوئی۔ ذرائع آمدورفت سے تجارت میں توسیع ہوئی۔(۳۴) دور رسالتؐ و خلافت راشدہ میں مساجد کا کچھ تعلیم کے لیے مختص کر دیا جاتا جتنی تعداد مساجد کی بڑھی اتنے ہی تعلیم کے مواقع بھی پیدا ہوئے۔

صنعت وتجارت میں سرمایہ کاری/موقوفہ چیز کو کرائے یا اجرت پر دینا

کسی وقف چیز یا اُس کے حاصل کردہ منافع سے مضاربت کے اصول کے تحت صنعت و تجارت کے جواز میں حضرت عمرؓ کا یہ عمل بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے دوران سفر حضرت عمرؓ کے بیٹوں کو بیت المال کے پیسے سے سامان تجارت خریدنے کی تجویز دی تو حضرت عمرؓ نے اصل زر واپس لے لیا اور نصف منافع بھی۔(۳۵) بخاری شریف کی روایت ہے:وقال الزهری جعل الف دينار فی سبيل الله ودفعها الى غلام له تاجر يتجر و جعل ربحه صدقة للمساكين والاقربين....(۳۶) بقول ڈاکٹر محمود الحسن؛ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اوقاف کی آمدنی کو صنعت و تجارت میں پیداواری مقاصد کے لئے استعمال کر کے حاصل ہونے والے منافع سے پسماندہ طبقات کی بحالی کی جا سکتی ہے۔(۳۷) اسی طرح موقوفہ چیز کو کرائے یا اجارہ یا اُجرت پر دینا بھی جائز ہے۔ پھر اس سے حاصل ہونے والی رقم کو ان مصارف پر خرچ کیا جائے گا جن کے لئے وہ چیز وقف کی گئی ہے۔اس طرح موقوفہ اراضی کو مزارعت یا بٹائی پر دیا جا سکتا ہے۔(۳۸)

ادوارِ مابعد میں اوقاف

خلافت راشدہؓ کے بعد اموی و عباسی ادوار حکومت اور خلافت عثمانیہ کے عہد میں اوقاف میں مزید وسعت و ترقی ہوئی۔ مساجد کے علاوہ بڑے مدارس، ہسپتالوں، نہروں، کنوؤں اور حوضوں کی تعمیر عام معمول تھا۔انفرادی سطح پر بھی صاحب حیثیت لوگ فلاح عامہ کے چھوٹے چھوٹے کام کرتے۔

وقف ہسپتالوں کا قیام: ۲۰

ویں صدی کے اوائل تک اسلامی دنیا میں کئی مراکز صحت اور ہسپتال وقف تھے۔ صاحب ثروت مسلمان بالخصوص حکمران دکانوں، ملوں، اراضی پر مبنی جائیدادیں حتیٰ کہ پورے دیہات وقف کرتے تھے جن کی آمدنیاں ہسپتالوں کی تعمیر، ادویہ سازی، اطباء کی تنخواہوں، طبّی تحقیق، مریضوں کے کھانے، کپڑے وغیرہ پر خرچ ہوتی تھیں حتیٰ کہ مریضوں کو جیب خرچ بھی دیا جاتا۔ ۳۰۰ھ میں ہسپتال پوری اسلامی دنیا

میں پھیل گئے، ہر شہر میں ایک وقف ہسپتال ہوتا تھا، دمشق کا مشہور نوری اسلامی ہسپتال وقف زمین پر ہی بنایا گیا جو صدیاں چلتا رہا، اس میں میڈیکل ریکارڈ بھی رکھا جاتا تھا۔(۳۹)

In these hospitals waqf covered all expenses on food, lodging, medicine and treatment. The doctors were well paid from waqf fund especially for needy patients. (40)

۱۱ ویں صدی میں ہر شہر میں کئی ہسپتال تھے۔ خلافت عثمانیہ کے دور میں ۱۹ ویں صدی کے وسط میں ۳/۴ زرعی زمین وقف تھی۔آج بنگلہ دیش میں ۱۲۳۰۰ مساجد، ۸۰۰۰ تعلیمی ادارے وقف کے تحت چل رہے ہیں۔(۴۱) وقف تعلیمی اداروں کے ذریعے لوگوں کو معاشی طور پر خود کفیل بننے کے قابل کیا گیا۔ ذرائع معاش کی فراہمی وقف کے ذریعے محروم طبقات کی نہ صرف فوری امداد کی جاتی بلکہ طویل المدت ذرائع معاش فراہم کر کے اُن کی معاشی حالت بہتر کی جاتی مثلاً آلات زراعت وغیرہ۔ نیز چھوٹے کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کیا جاتا، قرضے دیے جاتے۔

مدارس کا قیام

مدارس کے قیام اور ان کے لیے اوقاف مخصوص کرنے میں نظام الملک طوسی قابل ذکر ہے، اس نے ۴۵۹ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد تعمیر کرایا اور اصفہان، موصل، ہرات وغیرہ میں بڑے بڑے مدارس، کالجز قائم کیے۔ صرف اصفہان اور بغداد میں ۳۰ مدارس تھے۔ ہر مدرسہ بجائے خود ایک شہر تھا۔(۴۲) طوسی نے اپنی جاگیر کا دسواں حصہ مدرسوں کے لئے وقف کیا۔ ایک سلطان کے وزیر نے بغداد میں مدرسہ کے قیام کے لئے ۲ لاکھ دینار اور سالانہ خرچ کے لئے ۱۵ ہزار دینار وقف کئے۔(۴۳)

عباسی خلیفہ مستنصر باللہ نے ۶۲۵ھ میں مدرسہ مستنصریہ قائم کیا جس میں ہوسٹل میں قیام اور دیگر اخراجات پورے کرنے کے لیے سینکڑوں دیہات وقف تھے۔ جن کی مجموعی آمدنی ۷۰ ہزار مثقال سونا تھی۔ اس میں یتیم بچے بھی تعلیم حاصل کرتے۔ طلبہ کو رہائش، خوراک، کاغذ، قلم کے ساتھ ساتھ شیرینی اور میوے بھی مفت فراہم ہوتے۔(۴۴) ان تعلیمات کی وجہ سے بقول مولانا شبلی؛ ۶۰۰ھ میں سلطنت اسلامیہ کالجوں اور سکولوں سے معمور ہوگئی، نورالدین زنگی نے (۵۸۹ھ) اپنی ذاتی ملکیت میں سے مدارس کے لیے جاگیریں وقف کیں جو اس کی وفات کے بعد سینکڑوں برس قائم رہیں جن کی آمدن

۹ ہزار اشرفیاں تھی۔ ہر مدرسے کے ساتھ ٹرسٹ ہوتا تھا۔ دینی و دنیوی تعلیم، طلبہ کے اخراجات، کتب، لائبریریاں وغیرہ اوقاف سے پوری کی جاتیں۔ حتیٰ کہ طب کی تعلیم بھی مفت تھی۔ جامعہ از ھر کا نامور ادارہ وقف کی بہترین مثال ہے۔(۴۵)

سلطان صلاح الدین ایوبی (۵۸۹ ھ) نے قاہرہ، دمشق، بیت المقدس، اسکندریہ میں مدارس کے لیے بے انتہا آمدنی والی جاگیریں وقف کیں۔(۴۶) علماء کی تین لاکھ دینار سالانہ تنخواہیں تھیں، مفت رہائش و تعلیم دی جاتی۔ اسی طرح ہندوستان میں سلطان محمود غزنویؒ سے اورنگ زیب عالمگیرؒ تک مساجد و مدارس، خانقاہوں کے لیے اوقاف کا سلسلہ جاری رہا۔

پاکستان کے پسماندہ طبقات کی معاشی زبوں حالی اور اوقاف کی موجودہ صورتحال

پاکستان کی تقریباً 60٪ آبادی 2 ڈالر یومیہ سے کم آمدنی رکھتی ہے اور 21.2% آبادی 1.25 ڈالر یومیہ سے بھی کم ۔(47) 13.43٪ لیبر فورس ماہانہ 5 ہزار سے کم تنخواہ پاتی ہے۔(48) 58٪ گھرانے غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔(49) Global hunger index 2015 and 2016 کے مطابق پاکستان کا نمبر 11 ہے۔(50)

عالمی ادارہ خوراک و زراعت کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں مجموعی طور پر بائیس فیصد آبادی جبکہ عورتوں اور بچوں پر مشتمل نصف آبادی غذائی کمی کا شکار ہے۔(51) 40٪ سے زیادہ بچے کم غذا کی وجہ سے جسمانی و ذہنی نشو نما سے محروم رہ جاتے ہیں حتیٰ کہ 5 سال سے کم عمر کے 8٪ بچے ہر سال مختلف قابل علاج بیماریوں میں مبتلا ہو کر علاج نہ ہونے کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔(52) سٹیٹ بنک نے اعتراف کیا ہے کہ پاکستان میں قومی سطح پر خوراک کے ذخائر ہونے کے باوجود لوگ غربت کی وجہ سے مناسب غذا سے محروم ہیں۔(53) تقریباً 80% آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔(54) لاکھوں افراد بے گھر ہیں۔(55) کچی آبادیاں نیم حیوانی زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔

Global Slavery Index پر پاکستان چوتھے نمبر پر ہے جہاں بائیس لاکھ افراد جبری غلامی کی کسی نہ کسی شکل میں گرفتار ہیں۔(56)

پسماندہ طبقات بنیادی ضروریات زندگی پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہاں تک کے ان کے بچے اوائل عمر سے ہی مزدوری کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں پسماندہ طبقات کی بحالی کے لئے اقدامات

ناگزیر ہیں۔اسلامی معاشی تعلیمات کے تحت زکوٰۃ وعشر اور صدقات وخیرات کے علاوہ وقف ایک اہم ترین ذریعہ ہے۔جو ان کی پائیدار ترقی(sustainable development) کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ صدقات وخیرات وقتی سہارا دیتے ہیں جبکہ وقف کے ذریعے ان کی معاشی بحالی کے لئے کئی مستقل اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔ذیل میں پاکستان کے حوالے سے تفصیلی بحث کی جاتی ہے:

پاکستان میں اوقاف کی موجودہ صورتحال

پاکستان میں محکمہ اوقاف مرکزی وصوبائی وزارت اوقاف کے ماتحت ہے،پاکستان میں چونکہ غیر مسلم اوقاف مثلاً گلیسا، مندر وغیرہ بھی موجود ہیں، لہٰذا محکمہ اوقاف مسلم وغیر مسلم اوقاف دونوں کی نگرانی کرتا ہے۔

The West Pakistan Waqf Properties Ordinance 1960 کے پاس ہونے کے بعد محکمۂ اوقاف منظم کیا گیا اور اس آرڈیننس کے تحت محکمۂ اوقاف اپنی زیر سرپرستی مساجد، مقابر، مزارات، درگاہوں اور دیگر اوقاف کی نہ صرف تمام آمدنی کا نگران ہے بلکہ ان کے انتظام و حفاظت کی ذمہ داری بھی اس کی ہے۔(57) محکمۂ اوقاف چیف ایڈمنسٹریٹر کے تحت کام کرتا ہے۔علاوہ ازیں کئی مذہبی و رفاہی ادارے اس محکمے کے تحت کام کر رہے ہیں۔مثلاً علماء اکیڈمی، مزارات پر قائم ہسپتال، لائبریریاں وغیرہ۔ ۱۹۷۹ء میں یہ ذمہ داری صوبوں کو دی گئی۔(58) ہر صوبے میں وقف پراپرٹیز ایکٹ ۱۹۷۹ء پاس کیا گیا جس کے تحت ہر صوبے کے اوقاف کا انتظام وانصرام محکمۂ اوقاف کو دیا گیا، محکمے کا سیکریٹری منتظم اعلیٰ ہوتا ہے۔صوبہ پنجاب میں کل 11 زونل ایڈمنسٹریٹر، ۳۶ ضلعی مینیجر اور ۲۵۵۰ ملازمین ہیں۔(59) اسلام آباد میں چیف کمشنر اوقاف کا ایڈمنسٹریٹر جنرل ہے۔ ڈپٹی کمشنر ڈائریکٹر اوقاف ہے۔ڈپٹی ڈائریکٹر اوقاف کے انتظام کا ذمہ دار ہے۔اسلام آباد میں ۲۵۱ مساجد ہیں۔۹۰ کا انتظام محکمۂ اوقاف کرتا ہے۔ ۵ بڑی درگاہوں اور ایک بیٹھک کا انتظام بھی محکمۂ اوقاف ہی کرتا ہے۔(60)

پاکستان میں اوقاف کی آمدنی کے اہم ذرائع

پاکستان میں اوقاف کی آمدنی کا اہم ذریعہ درگاہوں پر عقیدت مندوں کے دیئے جانے والے نذرانے ہیں۔ ۰۳۔۲۰۰۲ء میں دو بڑی درگاہوں کی آمدنی ۹.۸۷۳ ملین تھی۔ ۱۹۸۰ء سے اب تک محکمۂ اوقاف

نے ۴۳۶.۱۵۶ ملین روپے زائد از خرچ وصول کیے۔(61) سندھ میں کل ۸۷ درگاہیں اور ۸۰ مساجد ہیں، دیگر ۳۱ وقف املاک ہیں جن سے ملحق ۲۱۳۵ دکانیں ۱۶۲۵ گھر اور فلیٹ ۱۷۴ پلاٹس، ۲۱۸ کیبن تقریبا ۱۰۹۱۲ ایکڑ زرعی اراضی شامل ہیں۔ سندھ وقف پراپرٹیز آرڈیننس ۱۹۷۹ء کے تحت حکومت سندھ ان کی منتظم و نگران ہے۔(62)

صوبہ پنجاب میں ۷۶۱۳۰ ایکڑ اراضی ۱۲۶۹ وقف املاک حکومت کے زیر انتظام ہیں۔ وقف املاک سے کرائے یا پٹے سے حاصل کردہ رقوم، درگاہوں میں عقیدت مندوں کے نذرانوں کی نقد رقوم کے علاوہ متفرق ذرائع آمدنی بھی شامل ہیں مثلاً درگاہوں میں جوتوں کی حفاظت کی فیس، پھولوں کے ٹھیکے وغیرہ۔(63) ۲۰۰۳ء میں محکمۂ اوقاف کے بیان کردہ اعداد و شمار کے مطابق پنجاب کی کل آمدنی ۶۶۵.۳۶۵ ملین روپے تھی اور خرچ ۷۵۴.۳۴۳ ملین روپے تھا جس کا ۳۵ فیصد انتظامی امور پر، ۱۳.۵٪ مذہبی امور پر خرچ ہوا۔ ۵.۱۰ فیصد صحت پر خرچ ہوا۔ صرف ۲ فیصد سماجی بہبود پر خرچ ہوا۔(64) سماجی خدمات میں ووکیشنل ٹریننگ، وظائف، شادی کی گرانٹس، کھانا، غرباء کی پناہ گاہیں شامل ہیں جو کہ محدود پیمانے کی ہیں۔(65)

مندرجہ بالا حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں زیادہ تر اوقاف مذہبی نوعیت کے ہیں مثلاً مساجد، درگاہیں، قبرستان، جنازہ گاہیں وغیرہ جن سے ہر خاص و عام یکساں مستفید ہوتا ہے۔ لیکن دورِ رسالتؐ و خلافتؓ کی طرح سماجی مقاصد کے لئے اوقاف کا رجحان بہت کم رہ گیا ہے۔ بالخصوص دور نبوی ﷺ اور خلافت عمرؓ نے جس طرح پیداواری زمینوں کا وقف کیا تھا کہ اُن کی آمدنی بالخصوص پسماندہ طبقات کی امداد کے لئے استعمال ہوتی تھی، ایسے اوقاف کا فقدان ہے۔ وقف کے ادارے پسماندہ طبقات کی بحالی میں موثر کردار کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا ایسے اوقاف کی ضرورت ہے جو غریب طبقات کی فلاح کے لئے فنڈز فراہم کریں۔ اس ضمن میں کئی محققین نے وقف کے ایسے پیداواری اداروں کی تشکیل و ترقی پر زور دیا ہے جن کی آمدنیاں محروم طبقات کی بحالی پر خرچ ہوں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

وقف کے تحت نئے اداروں کی تشکیل کے لیے تجاویز

پسماندہ طبقات کی فلاح اور رفاہ عامہ کے لیے عصر حاضر میں وقف کی بنیاد پر نئے مالیاتی ادارے تشکیل دینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور پاکستان میں بھی ایسے ادارے تشکیل دیئے جا سکتے ہیں۔ مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

اوقاف پراپرٹیز انوسٹمنٹ فنڈ(APIF)

اسلامک ڈویلپمنٹ بینک جدہ نے ۲۰۰۱ء میں اوقاف پراپرٹیز انوسٹمنٹ فنڈ قائم کیا تاکہ دنیا بھر میں اوقاف کو فروغ دیا جائے اور اسلام کی زریں روایتِ وقف کو زندہ کیا جائے تاکہ اسلامی ڈویلپمنٹ بینک کے ممبر ممالک میں سماجی و معاشی ترقی کا نصب العین حاصل کیا جا سکے۔ APIF کے تحت بنک نے ۵۵ ملین ڈالر کا فنڈ قائم کیا۔ جو مختلف ممالک کی وزارت اوقاف، وقف اداروں اور اسلامی مالیاتی اداروں سے اکٹھا کیا گیا۔ اس فنڈ میں مضاربہ، بونڈز، لیز نگ سر ٹیفکیٹس کے تحت بھی رقوم اکٹھی کی جاتی ہیں۔ اس فنڈ کے تحت ۲۰ ممالک میں ۵۰ کمرشل، رہائشی و تعمیراتی منصوبوں کا ارادہ کیا گیا ہے۔(66)

نقد رقوم وقف کرنے کی ترغیب

پہلے لوگ زیادہ تر اراضی وقف کرتے تھے مگر اب بڑے زمینداروں کے علاوہ ہر کوئی اراضی وقف نہیں کر سکتا لہٰذا اس ضمن میں وقف اداروں کے لئے زمین یا تو بڑے زمیندار وقف کریں یا حکومت کرے باقی صاحب حیثیت لوگ نقد رقوم وقف کر کے ادارے بنانے میں مدد دیں۔ اسلامی عہد وسطیٰ سے لے کر خلافت عثمانیہ تک نقد رقوم وقف کی مد میں اکٹھی کی جاتی تھیں انہیں مضاربت پر لگایا جاتا اور حاصل کردہ آمدنی سے فلاحی کام کئے جاتے اس رقم سے قرضے بھی دیے جاتے۔(67) لہٰذا لوگوں کو اب بھی نقد رقوم وقف کرنے کی ترغیب دینے کی ضرورت ہے۔

نجی شعبے کے وقف فنڈ

ا۔ سرکاری شعبے کے ساتھ ساتھ نجی شعبے میں اسلامی مالیاتی اصولوں کے مطابق اسلامی بینک کھول کر وقف فنڈ قائم کیا جائے۔ ایک ضلع میں ایک وقف فنڈ قائم کیا جا سکتا ہے جس میں وقف کا جذبہ رکھنے والے افراد اپنی رقوم جمع کرائیں گے اور اس کے چلانے والے بھی وہی لوگ ہونے چاہئیں جو متعلقہ ضلع میں خدمتِ خلق اور سماجی بہبود کے کام کر کے اپنا نام پیدا کر چکے ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کی نگرانی میں ایسا فنڈ قائم کر کے اس کے ذریعے اُسی علاقے کے محروم طبقات کی باہمی تعاون کی چھوٹی چھوٹی انجمنیں بنا کر

چھوٹے کاروبار شروع کرائے جائیں۔جب ان کا کاروبار چل پڑے تو اصل سرمایہ واپس لے لیا جائے، جسے پھر نئے ضرورتمند افراد کو فراہم کر دیا جائے۔ جب تمام افراد اپنے کاروبار میں کامیاب ہو جائیں تو پھر مضاربت وشراکت کے تحت سرمایہ کاری بھی کی جاسکتی ہے۔

۲۔اگر مذکورہ بالا پیمانے پر لوگ اور سرمایہ میسر نہ ہو تو پھر ہر علاقے کے چند نیک دل مخیر حضرات بالکل انفرادی سطح پر ایسے وقف فنڈ قائم کر سکتے ہیں۔ہر علاقے ہر بستی میں اگر وقف فنڈ قائم ہوں تو مقامی سطح پر کئی چھوٹے مقامی کاروباری ادارے بنا کر محروم معیشت افراد کے وسائل معاش کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔

قرضۂ حسن بینک

نقد رقوم وقف کر کے ایک ایسا بینک قائم کیا جا سکتا ہے جو غرباء کو قرضہ حسن دے جس پر وہ معمولی سروس چارجز وصول کر سکتا ہے۔امراء کی ذمہ داری ہے کہ وہ سودی بینکوں کی بجائے اپنے پیسے اس بینک میں رکھیں اور اس طرح یہ نقدر قوم پسماندہ طبقات کی امداد کا بہت بڑا ذریعہ بن سکتی ہیں۔(68)

وقف برائے انشورنس

(Khan K-K ۲۰۰۳ء) نے اوقاف کی آمدنی سے تکافل کا خاکہ پیش کیا،اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اس کی تائید کی تاکہ وقف فنڈ سے باہمی گارنٹی فنڈ قائم کیا جائے۔ عطیات دینے والے مقررہ مدت تک عطیات دیں گے اور حادثات یا جانی ومالی نقصان کی صورت میں شراکت داروں کو معاوضہ دیا جائے گا۔(69)

کیش وقف سرٹیفکیٹ

1197ء میں سوشل انوسٹمنٹ بینک بنگلہ دیش نے کیش وقف سرٹیفکیٹ متعارف کرائے جس میں لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔،وقف کی مدد سے بینک کھاتہ داروں کا انتظام کرتا ہے۔واقف کو اختیار حاصل ہے کہ بینک کے متعین کردہ انفاق کے ۳۲ مقاصد میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے مثلاً خاندانی قرضوں کی ادائیگی،انسانی وسائل کی ترقی، صحت وصفائی، سوشل یوٹیلیٹی سروسز وغیرہ میں کسی بھی مد میں واقف کی مرضی سے وقف رقوم سے حاصل کردہ منافع خرچ کیا جاسکتا ہے۔(70)

مضاربہ بانڈز

ڈاکٹر عبدالمنان نے سرمائے کے حصول کے لئے مضاربہ اور مقارضہ بانڈز کی تجویز پیش کی ہے۔ مضاربہ بانڈ سرٹیفکیٹ سے مراد ہوگا کہ مضارب کو اپنی رقم کے بدلے میں مضاربہ سرٹیفکیٹ ملے گا، اور مضاربہ فنڈ اسلامی بینک میں مضاربہ سرٹیفکیٹ یا مضاربہ کھاتے میں رقم جمع کروا کر اکٹھا کیا جائے گا۔ واقف اپنی زمینیں اگر وقف کرے تو مضاربہ بانڈز کے ذریعے وصول کردہ سرمائے سے اُس زمین پر عمارات بنائی جائیں جنہیں لیز پر دیا جائے اور انکا کرایہ واقف اور سرمایہ لگانے والے کے درمیان تقسیم ہوگا۔(71)

مشارکۃ بانڈ/سرٹیفکیٹ

مشارکۃ فنڈ مشارکۃ سرٹیفکیٹ کے ذریعے اکٹھا کیا جائے گا۔ اس سرمائے کو شراکت کے تحت کاروبار میں لگایا جائے گا۔ واقف زمین وقف کرے گا اور سرمایہ دار سرمایہ لگا کر اُس پر عمارت بنائے گا۔ عمارات لیز پر دی جائے گی اور کرایہ دونوں حصہ داروں میں تقسیم ہوگا۔(72) واقف کے حصے آنے والا منافع پسماندہ طبقات کی بحالی پر خرچ کیا جائے گا۔

وقف املاک کی ترقی

پاکستان میں زرعی اراضی کمرشل اراضی اور دیگر کئی وقف املاک ہیں۔ ان املاک کے بیکار پڑا رہنے کی بجائے انہیں ترقی دے کر ذرائع آمدنی بڑھائے جا سکتے ہیں۔(73) مثلاً اگر وقف زمین کسی کمرشل علاقے میں ہے تو اُس پر دکانیں بنا کر کرائے پر دی جاسکتی ہیں۔ اگر زرعی زمین ہے تو اُس پر کاشتکاری کروائی جاسکتی ہے۔ غریب مزارعین کو بھی کاشتکاری کے لئے دی جاسکتی ہے۔ حکمرانوں کی املاک والے علاقوں کو سرکاری خرچ پر ترقی دینے کی بجائے وقف املاک کو ترقی دی جائے اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی سے کئی غریب گھرانوں کو وسائل معاش فراہم کئے جا سکتے ہیں بلکہ انہی املاک کو پیداواری اداروں میں تبدیل کرکے انہیں روزگار فراہم کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے الگ وقف ادارے بھی بنائے جا سکتے ہیں جو فنڈز فراہم کریں۔

اوقاف املاک کی منظم کمپنی یا ادارہ

دورِ جدید میں جس طرح دیگر کاروباری اداروں پر مبنی کمپنیز یا فرمیں ہوتی ہیں، اسی طرح وقف املاک کو پیداواری ذرائع میں بدلنے کے لئے مینجمنٹ فرم کی شکل دی جا سکتی ہے۔ تاہم اس میں شفافیت اور دیانتداری لازمی شرط ہے۔(74)

متروکہ وقف املاک کی کیش وقف سرٹیفکیٹ میں تبدیلی

وہ وقف املاک بالخصوص زمینیں جن کے مالک موجود نہیں مثلاً قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کی متروکہ املاک و اراضی کو بیچ کر کیش وقف خریدے جا سکتے ہیں، سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے۔ حاصل ہونے والی آمدنی سے محروم طبقات کو خود کفیل بنایا جا سکتا ہے۔(75)

۱۹۹۸ء میں ہارورڈ یونیورسٹی فورم (دوم) میں تجویز دی گئی کہ اسلامی دنیا سماجی سرمائے کی ترقی، تعلیم، سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے عالمی سطح پر ایک ارب ڈالر کے کیش وقف سرٹیفکیٹ خریدنے کے لئے لوگوں کو متحرک کرے کیونکہ ان تمام شعبوں میں اسلامی دنیا بحران کا شکار ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت ناخواندگی و غربت کا شکار ہے۔ لہٰذا کیش وقف فنڈ اور کیش وقف سرٹیفکیٹس کی شرح فروخت بڑھانے کے لئے رضاکار تنظیمیں، این جی اوز، ٹرسٹ، فاؤنڈیشنز رضاکارانہ طور پر کام کر سکتے ہیں۔ اسلامی مالیات اور اسلامی بینکاری وغیرہ کی تعلیمات یونیورسٹیز و کالجز میں پھیلائی جائیں۔(76)

اسلامی رضاکارانہ تنظیموں کی کنفیڈریشن کی تشکیل

کیش وقف سرٹیفیکیٹس کی خرید و فروخت بڑھانے کے لیے قومی اور عالمی سطح پر اسلامی دنیا کے اسلامی بینک اپنی رضاکار تنظیمیں تشکیل دے کر ان کی کنفیڈریشن بنائیں۔ اگر ایسی تنظیموں کی صحیح طرح سے نگرانی کی جائے تو محروم طبقات کو وسائل روزگار فراہم کرنے کے لئے بہت سا سرمایہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔(77)

چھوٹے کاروبار میں معاونت (مائیکرو/سمال انٹرپرائزز)

اوقاف کی رقوم سے پسماندہ طبقات کو چھوٹے چھوٹے کاروبار شروع کرنے میں مدد دی جا سکتی ہے۔ وقف فنڈ سے بلاسود قرض دے کر کاروبار شروع کرادیا جا سکتا ہے۔ پروڈکشن، ٹریڈ، ٹرانسپورٹ کے تین اہم شعبوں میں مائیکرو فنانسنگ (قلیل سرمائے کی فراہمی) کے ذریعے (مائیکرو انٹرپرائزز) چھوٹے کاروبار شروع کرائے جا سکتے ہیں۔ پروڈکشن میں زرعی شعبے میں فارمنگ، مویشی پالنا، پولٹری، ماہی گیری، فارمنگ شامل ہیں۔ غیر زرعی شعبے میں دستکاریاں، برتن سازی، قالین بافی، فوڈ پراسیسنگ جیسے کاروبار شامل ہیں۔ ٹریڈنگ میں چھوٹی کریانے کی دکانیں، آٹو موبائل شاپس، سبزی فروشی، مچھلی فروشی، رکشہ، ٹیکسی، کشتی چلانے وغیرہ جیسے کاموں میں قلیل سرمائے سے روزگار فراہم کیا جا سکتا ہے۔ مائیکرو انٹر

پرائزرز غریب ممالک میں روزگار کی فراہمی اور ترقی کا اہم ذریعہ ہیں۔ نیز اضافی افرادی قوت کو پیداواری سرگرمیوں میں کھپایا جاسکتا ہے۔(78)

وقف روایتی عصری مائیکرو فنانس اور مائیکرو انٹرپرائزز کا نعم البدل۔۔۔ عملی مشکلات

زیادہ تر موجودہ مروجہ مائیکرو فنانس اور مائیکرو انٹرپرائزز کی سکیمیں غیر اسلامی بنیادوں پر چل رہی ہیں۔ بالخصوص (PPAF) تخفیف غربت فنڈ کے تحت پاکستان میں چھوٹے پیمانے پر قرضے دیے جاتے ہیں مگر یہ سب سودی نظام کے تحت ہوتا ہے۔ تمام این جی اوز (سوائے اخوت، نعمت، الخدمت فاؤنڈیشن وغیرہ جیسی تنظیموں کے) سود پر قرض دیتی ہیں اور مائیکرو انٹرپرائزز میں بھی سود کی بنیاد پر ہی منافع مقرر کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ خوشحالی بینک ہو یا زرعی ترقیاتی بینک ہو یا تعمیر بینک، مائیکرو فنانس کے تمام ادارے سود کے تحت ہی قرض دیتے ہیں۔ لیکن اسلامی مالیات کے تحت وقف فنڈ سے بلا سود قرضے دیے جاسکتے ہیں اور بیع، موجل، مرابحہ، استـ صناع، اجارہ، مشارکۃ، مضاربۃ کے کاروباری اصولوں کے تحت پسماندہ طبقات کو چھوٹے کاروبار شروع کرائے جائیں جن سے سرمایہ کاری بھی بڑھے گی اور پیداواری ادارے بھی ترقی کریں گے جن سے مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ کرکے پسماندہ طبقات کے لئے مزید روزگار کے مواقع پیدا کیے جاسکتے ہیں۔(79)

بقول حبیب احمد؛ وقف کی بنیاد پر اسلامی مائیکرو فنانس کے اداروں نے کچھ اسلامی ممالک میں کام شروع کیا ہے مگر لوگوں کو موثر ترغیبات نہ دینے کی وجہ سے سرمائے اور فنڈز کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حکومت کی طرف سے دیے جانے والے فنڈز میں سودی منافع جیسی شرائط ہوتی ہیں۔ مشارکت و مضاربت کے تحت کام نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا سرمائے کی قلت اور حکومتوں کے عدم تعاون کی وجہ سے MFIS پسماندہ طبقات کی بحالی اور روزگار کی فراہمی میں کردار ادا کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے۔(80)

ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ اسلامی بینکاری میں نفع و نقصان کی شراکت کے کھاتہ داروں کو بینک پوری دیانتداری کے ساتھ منافع نہیں دیتے بلکہ کھاتہ داروں کو قلیل ترین منافع میں شریک کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شاہد حسین صدیقی نے اپنے کئی کالموں میں اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے مثلاً سال ۲۰۱۴ء تا ۲۰۱۵ء میں بینکوں نے ۱۶۷ ارب منافع کمایا مگر کھاتہ داروں کو حقیقی منافع میں شریک نہیں کیا۔ ۲۰۰۴ء کی نجکاری

کے بعد اسٹیٹ بنک کے قوانین کے تحت ملکی کرنسی میں بجٹ اور فکس مدت کے کھاتے نفع و نقصان کی شراکت پر کھولے جا سکتے ہیں مگر ان کھاتوں کے تحت بنک شریعت کے نام پر کھاتہ داروں کا استحصال کر رہے ہیں۔اسی طرح وقف کی بنیاد پر قائم کئے گئے بینک بالخصوص بیع، مرابحہ، سلم، مضاربہ و شراکت وغیرہ میں لگائے جانے والے سرمائے اور حاصل ہونے والے منافعوں میں بد دیانتی کے مظاہرے کے امکانات موجود ہیں۔(81)

حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امانت، دیانت، صداقت، کی اقدار کا احیاء کرے اور اسلامی مالیات کا عملی نفاذ ممکن بنائے۔اسلامی مالیاتی اداروں مثلاً اسلامی بینکوں کے ذریعے وقف کھاتے کھولے بلکہ قومی بینک اسلامی مالیات کے اصول کے تحت وقف فنڈ قائم کرے جس میں مقتدر افراد سب سے پہلے اپنی رقوم وقف کریں پھر سرمایہ دار طبقات سے وقف رقوم اکٹھی کریں۔عوام الناس کو بھی اس میں شامل کیا جائے بالخصوص وہ لوگ جو بلا سود کھاتوں میں اپنی رقوم رکھتے ہیں وہ وقف کھاتوں میں اپنی رقوم رکھیں تا کہ بے فائدہ پڑے رہنے والے سرمائے سے محروم طبقات کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں۔

وقف کے تحت صنعتی اور کاروباری اداروں کا قیام

قرون اولیٰ میں وقف کے تحت عوامی مفاد کے بے شمار ذرائع و وسائل پیدا کیے گئے۔بالخصوص وقف کی وسیع تر اصطلاح میں حضرت عمرؓ نے عراق و خیبر کی اراضی مفتوحہ کو اجتماعی وقف قرار دیتے ہوئے آئندہ نسلوں کے مفاد کو بِنائے استدلال بنایا۔ایسے وقف کی آمدنی تمام مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ایسے اوقاف آج بھی کارخانوں، باغات، ٹرانسپورٹ اور کرائے کی رہائشوں کی شکل میں قائم ہو سکتے ہیں۔اسلام کی اجتماعی املاک بھی وقف کی حیثیت رکھتی ہیں۔آج اسے کئی نئی قابل عمل شکلوں میں رائج کیا جاسکتا ہے جو درج ذیل ہیں؛

ا۔افراد کے قبضے سے جن زرعی، صنعتی اور کاروباری املاک کو شرعی تقاضے کے تحت نکالا جائے، انہیں وقف للہ قرار دیا جائے گا۔(82)

۲۔ بڑے بڑے ایئر پورٹس، فلائی اوورز، ایک ہی شہر میں سڑکوں کی بار بار اکھاڑ پچھاڑ پر سرمایہ ضائع کرنے کی بجائے نفع آور صنعتی ادارے اور کارخانے بنائے جائیں۔انہیں پسماندہ طبقات کے لئے فی سبیل اللہ وقف کر دیا جائے۔

۳۔ بااثر شخصیات کو قومی قرضے چونکہ قوم کے خزانے سے ادا کئے جاتے ہیں، اس کی بجائے ان رقوم سے انڈسٹری لگا کر نجی شعبے کو دینے کی بجائے قومی ملکیت میں رکھتے ہوئے انہیں وقف کاروباری ادارے بنا کر ان کا منافع پسماندہ طبقات کی بحالی پر خرچ کیا جائے۔ نیز حکومت یا سماجی بہبود کی تنظیمیں چندہ اکٹھا کر کے تعلیمی یا کفالتی اداروں کے علاوہ کارخانے و کاروباری ادارے قائم کر سکتی ہیں جن کی آمدنیاں پسماندہ طبقات کی بحالی کے مختلف امور میں خرچ ہوں۔ انھی اداروں میں انہیں روزگار کے مواقع بھی فراہم کیے جائیں۔ قومی پیداواری و دیگر وقف اداروں کا انتظام دیانتدار افراد کے سپرد کیا جائے۔(83)

☆☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

۱۔ السرخسی ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سھل، المبسوط، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۸۷، ۱۲/۲۷

۲۔ المرغینانی، الامام، الھدایہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، تاب الوقف، ۱/۶۱۲

۳۔ السرخسی ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سھل، المبسوط، ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۹۸۷، ۱۲/۲۷

۴۔ مسلم بن حجاج، ابوالحسین، القشیری، الجامع الصحیح دارالسلام، الریاض، کتاب الو صیۃ، باب الوقف، رقم الحدیث: ۴۲۲۴

۵۔ الماوردی علی بن محمد بن حبیب، البہ صری، الاحکام ال سلطانیہ دارالکتب العربی، بیروت البنان ۱۹۹۹ء، ص: ۲۳۷

۶۔ ایضاً

۷۔ الکہف ۴۶:۱۸

۸۔ المزمل ۲۰:۷۳

۹۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان۔۔۔ رقم الحدیث: ۴۲۲۳

۱۰۔ فتاویٰ عالمگیری، (مترجم) امیر علی، سید، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ۳۵۸/۲

۱۱۔ شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ص: ۳۵۹

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ عارف، محمود الحسن، ڈاکٹر، اسلام کا قانون وقف، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور، ۱۹۹۴، ص: ۳۹

۱۴۔ الماوردی علی بن محمد بن حبیب، البصری، الاحکام السلطانیہ، ص: ۲۳۷

۱۵۔البخاری ابو عبداللہ بن اسماعیل، دار الاسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب من تصدق الی وکیلہ۔۔۔رقم الحدیث: ۲۷۵۸

۱۶۔الشافعی محمد بن ادریس، کتاب الام، مکتبہ دار الوفاء، اسکندریہ، مصر، ۲۰۰۱ء، ۵۲/۴، ۵۴

۱۷۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضاً أو بئر اشتراء لنفسہ باب: ۳۳

۱۸۔ایضاً، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر........، رقم الحدیث: ۴۰۳۴، ۴۰۳۶

۱۹۔صدیقی، نجات اللہ، ڈاکٹر، اسلام کا نظریہ ملکیت اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۷ء، ۴۴/۲

۲۰۔البلاذری، احمد بن جابر بن یحییٰ، انساب الاشراف، دار المعارف، مصر ۱۹۵۹ء، ۲۷۰/۱

۲۱۔ابن سعد، ابو عبداللہ، محمد الزھری، الطبقات الکبری، مکتبہ الخانجی، قاہرہ ۲۰۰۱ء، ۴۳۱/۱

۲۲۔غفاری، نور محمد، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، شیخ الھند اسلامی اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۸ء

۲۳۔آل عمران ۹۲:۳

۲۴۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب لن تنالوا البر حتیٰ....، رقم الحدیث: ۴۵۵۴

۲۵۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳۳۱/۳؛ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الوصیۃ، باب الوقف؛ رقم الحدیث: ۴۲۲۴؛

۲۶۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الاصحاب النبیؐ، باب مناقب عثمان بن عفان؛ باب: ۷، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۴۳/۲

۲۷۔شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، ۵۳/۴

۲۸۔ایضاً

29. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, Islamic Development Bank, Islamic Research and Training Institute, Jeddah,Saudi Arab, 2004, P:32

۳۰۔شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، ۵۳/۴

۳۱۔کاندھلوی، محمد یوسف، حیاۃ الصحابہ۔ دار العلم، دمشق ۱۹۶۸ء، ۲/ ۴۲۸

۳۲۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر.....، رقم الحدیث: ۴۰۳۳؛ باب غزوہ خیبر، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱

۳۳۔ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، دار السلام، ۱۹۸۱ء، ص ۱۴۵۔۱۴۷

۳۴۔شبلی نعمانی، الفاروق، ص: ۲۱۶

۳۵۔مالک بن انس، الموطاء، دار الغد الجدید، مصر، ۲۰۰۵ء، کتاب القراض، باب ماجاء فی القراض، ص: ۴۳۳

۳۶۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب وقف الدواب۔۔۔باب: ۳۱

۳۷۔ محمود الحسن، عارف، ڈاکٹر، اسلام کا قانون وقف، ص: ۴۴

۳۸۔ ایضاً، ص: ۱۰۶، ۱۰۸

39. Muhammad Tariq, Khan, Dr. Contribution of Islamic Waqf in Poverty Reduction, P:9; pide.org.pk/psde/pdf/agm30/contributions%20of%20islamic%20waqf%20in%proverty%20reduction.pdf: retrieved on 5-8-16

40. Ibid P

41. Ibid P 8-9

۴۲۔ شبلی نعمانی، مقالات شبلی، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی انڈیا، ۲۰۰۹ء ص: ۴۶۔۴۹

۴۳۔ شبلی نعمانی، مقالات شبلی، ص: ۴۵

۴۴۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر، تاریخ الخلفاء، مکتبہ المدینہ، لاہور، س ن، ص: ۱۲۸

۴۵۔ شبلی نعمانی، مقالات شبلی، ص: ۵۴

۴۶۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابو بکر، حسن المحاضرہ فی تاریخ مصر و قاہرہ م ن، ۱۳۲۷ھ، ۱۴/۲

47. The World Bank, world development indicators, 2014, Washington D.C, 2014, P:21

48. Human Developmnet in South Asia, MehboobulHaq Human Development Centre Lahore, 2015, P:97

49. Government of Pakistan, Planning Commission, Planning and Development Dividion, Labour Force Survey 2014-15, Table 43, P:1, 2, 3; gov.pk/content/labour-force-survey-2014-15-annualreport

50. Klausvon Grember, Global Hunger Index; 2015, International Food Policy Research Institute, Concern World Wide, World Peace Foundation, Bonn/Dublin/Washington, D.C, 2015, P:18; globalhungerindex2016,ghiifpri-org, retrieved on 9-9-2017

51. Food and Agriculture Organization (FAO), State of Food Insecurity in the World 2015, FAO, Rome, 2015, P:10

52. UNICEF Annual Report 2013, UNICEF, Pakistan, Islamabad, 2013, P:7

53. State Bank of Pakistan, Annual Report 2011, Karachi, P:27

54. PCRWR, Water quality, PCRWR.gov.pk/water%20quality.aspx; retrieved on 10-9-2017

55۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال، لاہور، 2013ء، ص:297

56. Walkfree Foundation, The Global Slavery Index 2014, HC, Australia, 2014, P:5

57. Punjablaws.gov.pk/laws/336.html: retrieved on 6-6-2017

58. Ibid

59. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, P:98

60. Ibid , P:99

61. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, Islamic Development Bank, Islamic Research & Training Institute, Jeddah, Saudi Arab, 2004, P:99-100

62. www.sindh.govt.pk/dpt/usharzakat/sehwan.htm;retrieved on 5.5.16

63. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, Islamic Development Bank, Islamic research and training institute, Jeddah, Saudi Arabia, 2004, P:99-100

64. Ibid

65. Ibid

66. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, P:129

67. Ibid

68. Ibid, P:130

69. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, P:130

70. Mannan, M.A, Prof, Dr. The Role of Waqf in Improving Ummah, Welfare, P:17, 18;
www.kantakji.com/media/5193/b104.pdf; retrieved on 21-8-16

71. Ibid, P:14

72. Ibid, P:15

73. Habib Ahmad, Role of Zakat and Awqaf in Poverty Alleviation, P:130

74. Ibid, P:131

75. Mannan, M.A, Prof, Dr. The Role of Waqf in Improving Ummah, Welfare, P:17, 18

76. Ibid

77. Ibid, P:20

78. Habib Ahmad, Financing Micro Enterprises: An analytical Study of Islamic Microfinance Institute, Islamic Economic Studies, vol.9, no.2, March 2002, P:29

79. Habib Ahmad, Waqf Based Microfinance, Realizing the Social Role of Islamic Finance, Islamic Research Institute, Islamic Development Bank Jeddah, 2007, P:10

80. Ibid, P:9

81۔ صدیقی، شاہد حسین، بینکوں کا ہوشربا منافع کھاتے دار اور عوام، روزنامہ جنگ، لاہور، ۲۴ مارچ ۲۰۱۶ء، ص:18

82۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر حرمت رباء اور غیر سودی مالیاتی نظام، آئی پی ایس اسلام آباد، 1994ء، ص: 88-89

83۔ ایضاً